

انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین سے براہ راست استمداد کے متعلق احادیث

انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین سے براہ راست استمداد کے متعلق احادیث

کرنے کی اصل یہ حدیث ہے:

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال: ان الله ملائكة

فضلا سوى الحفظة يكتبون ما سقط  
من ورق الشجر، فاذا اصاب احدكم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کراما کا تبین  
کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں جو درختوں سے  
گرنے والے پتوں کو کھولتے ہیں جب تم میں سے کسی شخص کو

عرجة في سفر فليناد اعيينا عباد الله  
رحمكم الله - له

ماظ ابو بكر دینوری معروف بابن السخی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه

انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اذا اقللت دابة احدكم بارض فلاة فليناد

يا عباد الله احبسون يا عباد الله احبسوه

فان الله عز وجل في الارض حاصرا

يستحبس - له

امام بزار اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله

عليه وسلم قال ان الله ملائكة في الارض

سوى الحفظة، يكتبون ما يسقط من

ورق الشجر، فاذا اصاب احدكم عرجة

بارض فلاة، فليناد: اعيينا عباد

الله - له

ماظ البیہقی بیان کرتے ہیں:

عن عتبة بن غزوان عن نبي الله صلى

الله عليه وسلم قال اذا احل احدكم

شيئا او اراد عونا وهو بارض ليس بها

انيس فليقل يا عباد الله اعيينوني فان

الله عبادا لا تراهم وقد جرب ذلك رواه

الطبراني ورجاله وثقوا على ضعف في

بعضهم الا ان يزيد بن علي له يدرك

عتبة - له

حضرت عقبہ بن غزوہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص

کسی چیز کو گم کر دے دس دن تک وہ کسی انبی تک پہنچتا رہتا ہے

اور یہ کہنا چاہیے کہ "اے اللہ کے بندو میری مدد کرو" کیونکہ

اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جن کو ہم نہیں دیکھتے۔ یہ امر

مغرب ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا اور اس

کے بعض راویوں کی ضعف کے باوجود ان کی توثیق کی گئی ہے

البتہ بزرگین علی نے حضرت عقبہ کو نہیں پایا۔

۱۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱ ص ۳۹۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ (دکن ۱۳۱۵ھ)

۲۔ ماظ ابو بکر احمد بن محمد بن احماق دینوری المعروف بابن السخی متوفی ۳۴۲ھ، علی البیوم واللیلہ ص ۱۶۲، مطبوعہ مطبع مجلس الادارۃ المسانید حیدرآباد

۳۔ ماظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی متوفی ۸۰۰ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۳۴، مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ

۴۔ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۲، دار الکتب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

عن عبد الله بن مسعود انه قال قال  
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افلقت  
دابة احدكم بارض فلاة فليناد يا عباد  
الله احبسوا يا عباد الله احبسوا يا عباد  
الله احبسوا فان الله حاصر في الارض  
سيحيسه ماواه ابو يعلى والطبراني و  
زاد سيحيسه عليكم وفيه معروف بن حماد  
وهو ضعيف - هـ -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کی موت ہوئی کسی ویران زمین میں باگ جائے تو وہ یہ ندا کرے: اے اللہ کے نیک بندو روک لو اے اللہ کے نیک بندو روک لو اے اللہ کے نیک بندو روک لو کہ یہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے روکنے والے ہیں جو اس کو مستقر یہ روک لیں گے، اس کو امام ابو یعلیٰ اور طبرانی نے تفصیلاً کیا ہے اور طبرانی کی روایت میں یہ اضافہ ہے وہ اس کو نہاے لیے روک لیں گے۔

رجال غیب (ابدال) سے استمداد کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات

روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قلت بحكى لى بعض شيوخنا الكبار فى  
العلم انه انقلبت له دابة اظنها بعلة ، وكان  
يعرف هذا الحديث ، فقال له فحسبها الله  
عليهم فى الحال ، وكنت انا مرة مع جماعة  
فانقلبت منها بهيمة وعجزوا عنها فقلت  
فوفقت فى الحال بغير سبب سوى هذا  
ال كلام ٣

مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے بیان کیا جو بہت بڑے عالم تھے کہ ایک مرتبہ ریگستان میں ان کی سواری بھاگ گئی، ان کو اس حدیث کا علم تھا، انھوں نے یہ کلمات کہے (اے اللہ کے بندو روک لو) اللہ تعالیٰ نے اس سواری کو اسی وقت روک دیا۔ (علامہ نووی فرماتے ہیں:) ایک مرتبہ میں ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھا، اس جماعت کی ایک سواری بھاگ گئی، وہ اس کو روکنے سے عاجز آگئے، میں نے یہ کلمات کہے تو بیزیر کسی اور سبب کے صرف ان کلمات کی وجہ سے وہ سواری اسی وقت رُک گئی۔

١٤- حافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي متوفى ٨٠٤ هـ، مجمع الزوائد ج ١٠ ص ١٣٢، دار الكتب العربي بيروت، ١٩٠٢ هـ

٤- " " " " " مجمع الزوائد ج ١٠ ص ١٣٢ " " " "

۳- علامه یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ هـ، کتاب الاذکار ص ۲۰۱، مطبوعه دار الفکر بیروت، طبع رابع، ۱۳۵۵ هـ



شیخ محمد بن خذری نے حسن حبیب میں اس حدیث کو طبرانی، ابویعلیٰ، ابن السنی، بزار اور ابن ابی شیبہ کے حوالوں سے درج کیا ہے، ان تمام روایات کو درج کرنے کے بعد علامہ علی قاری لکھتے ہیں:

قال بعض العلماء الثقات هذا حديث حسن يحتاج اليه المسافر من مروى عن المشايخ انه مجرب .

بعض ثقہ علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور مسافروں کو اس کی ضرورت پڑتی ہے، اور مشائخ سے مروی ہے کہ یہ امر مجرب ہے۔

امام ابن اثیر اور عافظ ابن کثیر کے حوالوں سے عہد صحابہ میں ندائے یا محمدیہ کا رواج عہد صحابہ اور تابعین میں مسلمانوں کا یہ

[illegible]

ثم بوزخالد، ودعا الى البراز وناذى  
بشعارهم وكان شعارهم يا محمد اهل فلان  
اليه اجد الا قتله  
حافظ ابن كثير في جنگ کے اس منظر کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ثم نادى بشعار المسلمين وكان شعارهم  
يومئذ يا محمد اهل فلان  
حافظ ابن اثیر اور ابن کثیر نے یہ تصریح کی ہے کہ عہد صحابہ و تابعین میں شہداء اور ابتداء کے وقت یا عہد کہنے کا معمول تھا، مدائے غائب کے منکرین کے اہل حافظ ابن کثیر کی بہت پذیرائی ہے۔ اور ان کا یہ کھانا عہد صحابہ و تابعین میں یا عہد کہنے کا معمول تھا ان کے خلاف قوی حجت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مطالب عالیہ میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عیسیٰ میری قبر پر کھڑے ہو کر  
”یا محمد کہیں تو میں ان کو ضرور جراب دوں گا۔ اس حوالے کی تفصیل اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔  
نہانے یا محمد اور توسل میں علماء دیوبند کا موقف  
ابن اللہ اسمع قالت کے جواز یا عدم جواز  
کی بحث میں لکھتے ہیں:

یہ خود معلوم آپ کو ہے کہ نہ غیب اللہ تعالیٰ کو دوسرے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے  
ورنہ شرک نہیں، مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرمادیں گے یا باذن تعالیٰ ان کو ہوا دے گا یا باذن تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیں گی  
جیسا کہ درود کی نسبت وارد ہے، یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں یا عرض حال محل تحسّر و حریان میں ایسے مواقع میں اگرچہ کلمات خطابیہ  
بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ، پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد  
ذاتہ نہ شرک میں نہ معصیت مگر ملان بوجہ موعظ ہونے کے ان کلمات کا جامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ اہل  
بھی ہے لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے ثبوت پر ظن ہو سکتا ہے (الی قولہ) مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھوانا  
کہ اندیشہ عوام کا موبندہ پسند نہیں کہتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا مگر خلاف مصلحت و وقت کے جانتا ہے۔  
گویا یا محمد یا رسول اللہ کے نعروں سے علماء دیوبند کا منع کرنا ذاتی ناپسندیدگی کی وجہ سے ہے کوئی حکم شرعی نہیں ہے۔  
شیخ گنگوہی سے سوال کیا گیا:

سوال: اشعار اس مضمون کے پڑھنے یا رسول کبر یا فریاد ہے، یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے۔ مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ، میری تم  
سے ہرگز دی فریاد ہے۔ کیسے ہیں؟

۱۔ امام محمد بن محمد ابن اثیر حذری متوفی ۶۴۰ھ، الکافی فی التایخ ج ۲ ص ۲۴۴، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت

۲۔ حافظ عبد الدین الراغب الاصفہانی کثیر متوفی ۷۴۰ھ، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ شیخ رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۴۳ھ، فتاویٰ رشیدیہ کالی ص ۶۸، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی



اور اولیاء کی نسبت بھی یہ عقیدہ ایمانی ہے کہ حق تعالیٰ جس وقت چاہے ان کو علم و تصرف دے اور میں حالت تصرف میں حق تعالیٰ ہی مصروف ہے، اولیاء و ظاہر میں مصروف ہی معلوم ہوتے ہیں، میں حالت کرامت و تصرف میں حق تعالیٰ ہی ان کے واسطے سے کچھ کرتا ہے۔

جواب: بحق فلاں کہنا درست ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو تو نے اپنے احسان سے وعدہ فرمایا ہے اس کے ذریعہ سے لگتا ہوں مگر معتزلہ اور شیعہ کے نزدیک حق تعالیٰ پر حق لازم ہے اور وہ بحق فلاں کے یہی معنی مراد رکھتے ہیں، اس واسطے معنی مہم

۴۔ آپ کو تمام حقائق غیبیہ کا علم نہیں، البتہ تمام مخلوق سے زیادہ علم ہے تمام مخلوق کا علم آپ کے سامنے ایسا ہے جیسا قطرہ سمندر کے سامنے نرگس۔ اللہ عزوجل کے علوم غیر نشانہ پر کے مقابلہ میں آپ کے علم کی وہ نسبت بھی نہیں ہے جو قطرہ کی سمندر کے مقابلہ میں ہے۔

۴۔ شیخ رشید احمد گلگڑی متوفی ۱۳۲۳ھ، فتاویٰ رشیدیہ کمال ص ۹۵، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

۴. " " " " فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۹،

۳۳۔ شیخ محمد احسن متوفی ۱۳۳۹ھ، حاشیۃ القرآن الکریم ص ۲، مطبوعہ تاج کپی کراچی

جلد سابع

اور مشابہ معتزلہ ہو گئے تھے لہذا فقہانے اس لفظ کا بولنا منع کر دیا ہے تو بہتر ہے کہ ایسا لفظ نہ کہے جو راہنہوں کے ساتھ تشابہ ہو  
جاوے فقط۔ ۱۵

شیخ محمد سرفراز خاں صغیر لکھتے ہیں:

یہاں ہم صرف المہر کی عبارت پر اکتفا کرتے ہیں جو علماء دیوبند کے نزدیک ایک اجماعی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے :  
جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مسلک کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و اولیاء و صدیقین کا توسل جائز ہے، ان کی سیات میں یا بعد وفات کے یا اس طور کہے کہ یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برائی چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ہمارے شیخ مولانا شیخ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے پیر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے (انتہی المنہ ص ۱۳۱۲)۔ ۱۶

شیخ اشرف علی تھانوی امام طبرانی اور امام بیہقی کے حوالوں سے حضرت عثمان بن عفیف کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:  
(ف) اس سے توسل بعد وفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایت کے درایت بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے۔ ۱۷

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کے زمانہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر بارش کی دعا کے لیے درخواست کی تھی اس کے متعلق شیخ محمد سرفراز خاں صغیر لکھتے ہیں:

اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں، اور حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حجر اور علامہ سمہودی وغیرہ اس روایت کو صحیح کہتے ہیں امام ابن جریر اور حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۸ھ اور ۱۹ھ کی ابتداء کا ہے، (تاریخ طبری ج ۴ ص ۹۸) ابیہ بن کثیر (ج ۴ ص ۹۱) اور مورخ عبدالرحمان بن محمد بن خلدون (الموتی ۸۰۸ھ) فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۸ھ کا ہے (ابن خلدون ج ۲ ص ۹۹۹)

یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات سے تقریباً سات آٹھ سال بعد پیش آیا اس وقت بیشتر حضرات صحابہ کرام موجود تھے خواب دیکھنے والے کوئی مجہول شخص نہیں تھے، بلکہ جلیل القدر صحابی حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ (الموتی ۷۷ھ) رضی اللہ عنہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر طلب دعا اور سوال شفاعت شرک نہیں ورنہ یہ جلیل القدر صحابی یہ کارروائی ہرگز نہ کرتے۔

یہ معاملہ نہ سے خواب کا نہیں ہے بلکہ اس سے خواب کو خلیفہ راشد حضرت عمر کی تائید و تصویب حاصل ہے اور اس کی مرواتی کا حکم پہلے تو علیہ السلام بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين کے تحت سقیّت کا ہو گا ورنہ استحباب اور اقل درجہ جواز سے کیا کم ہو گا۔

۱۵۔ شیخ رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ، فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۴، مطبوعہ محمد سعید ایڈیٹر سمنو کراچی

۱۶۔ شیخ محمد سرفراز خاں صغیر گنگوہی، تسکین الصدور ص ۴۱۳، مطبوعہ ادارہ نفع العلوم گوجرانوالہ

۱۷۔ شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، نشر الطیب ص ۲۵۳، مطبوعہ تاج کپی کراچی



یہ واقعہ حضرت عمرؓ نے جب دیگر حضرات صحابہ کرام سے بیان فرمایا تو انھوں نے صدقِ بلالؓ فرمایا کہ اس کی پُرورتناہید و تصدیق کی لہذا اس واقعہ کو تراویح یا اعرابی اور جنگلی کا قصہ تصور کر کے گلوغلا ہی چاہنا یا جلیل القدر اور معروف و مشہور صحابی کو مجہول العین و الحال کہنا دین سے خالص تمسخر اور تلعب ہے، حضرات صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنا بمضمون حدیثِ عائشہؓ علیہا و اصحابہؓ یا عمتِ نجات اور رشد و فلاح ہے۔ لے

نیز شیخ محمد سر فراز خان صغیر لکھتے ہیں:

علاوہ ازیں متعدد کتابوں میں آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر طلب دعا کا تذکرہ ہے، چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ایک جماعت نے عقیقی سے یہ مشہور حکایت نقل کی ہے جس جماعت میں شیخ ابو منصور الصباغ بھی ہیں انھوں نے اپنی کتاب الشامل میں بیان کیا ہے کہ عقیقی فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے اور اگر بے شک وہ لوگ جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا میرے پاس آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور ان کے لیے رسول بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے اس لیے ہیں اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لیے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی پیش کر کے آیا ہوں اس کے بعد اس نے درود دل سے چند اشعار پڑھے اور جذبہ محبت کے چھل نکچا کر کے چلا گیا، اور اسی واقعہ کے آخر میں مذکور ہے کہ خواب میں اس کو کامیابی کی بشارت بھی مل گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عقیقی جا کہ اس اعرابی سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۲۰) یہ واقعہ امام نووی نے کتاب الارکان ص ۸۵ طبع مصر میں اور علامہ البرکات عبد اللہ بن احمد العسفی المحتفی المتوفی ۷۱۰ھ نے اپنی تفسیر مدارک ج ۱ ص ۳۹۹ میں اور علامہ تقی الدین سبکی نے شفا الشفا ص ۴۶ میں اور شیخ عبدالحق نے جذب القلوب ص ۱۹۵ میں اور علامہ بحر العلوم عبد العلی نے رسائل الارکان ص ۲۸۰ طبع بکھنوں میں نقل کیا ہے اور علامہ علی بن عبد الرکافی السبکی اور علامہ مہرودی لکھتے ہیں کہ:

عقیقی کی حکایت اس میں مشہور ہے اور تمام مذاہب کے مصنفین نے مناسک کی کتابوں میں اور مؤرخین نے اس کا ذکر کیا ہے اور سب نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے اسی طرح دیگر متعدد علماء کرام نے قدیم و حدیث اس کو نقل کیا ہے اور حضرت تھانوی لکھتے ہیں کہ مواہب میں بسند امام ابو منصور صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ نے محمد بن حرب ہلالی سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر المرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد ہے ولوا انھم انظلموا انفسھم جاء ذلک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجود اللہ تو اباجا اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں پھر دو شعر پڑھے الحمد اور اس محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی ہے، اہ غرض زمانہ غیب القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت تکیم منقول نہیں پس حجت ہو گیا رقت الطیب ص ۲۵۴ اور حضرت مولانا نانوٹوی یہ آیت کریمہ لکھ کر فرماتے ہیں: کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں، اور تخصیص ہو تو کیونکہ جو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لیے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار

لے۔ شیخ محمد سر فراز خان صغیر لکھنؤی، تسکین الصدور ص ۳۵۲ - ۳۵۹، ملخصاً مطبوعہ ادارہ قسرة العلوم کوثر نوالہ

جلد سابع



کہنا اور کہنا واجب ہوتی ہے کہ قبر میں زندہ ہوں اور (آب حیات ص ۴۰) اور حضرت مولانا خضر احمد عثمانی یہ سابق واقعہ ذکر کر کے آخر میں لکھتے ہیں کہ: پس ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ (اعلام السنن ج ۱ ص ۳۲۰) ان اکابر کے بیان سے معلوم ہوا کہ قبر پر حاضر ہو کر شفاعت مغفرت کی درخواست کرنا قرآن کریم کی آیت کے علوم سے ثابت ہے، بلکہ امام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس معنی میں صحیح ہے (شفاء السقام ص ۱۲۸) اور عمیر القرون میں یہ کارروائی ہوئی مگر کسی نے انکار نہیں کیا جو اس کے صحیح ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ۱۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرنے کو ناجائز ثابت کرنے کے لیے شیخ ابن تیمیہ، شیخ ابن قیم اور شیخ ابن الہادی وغیرہم کی ایک یہ دلیل ہے کہ حضرات صحابہ کرام، ائمہ دین اور سلف صالحین سے ایسی کارروائی ثابت نہیں اگر یہ جائز ہوتی تو وہ ضرور ایسا کرتے، اس کے جواب میں شیخ محمد سرافراز خان صفدر لکھتے ہیں:

یہ ان حضرات کا ایک علمی مغالطہ ہے کیونکہ قبر کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کرنا اور طلب دعا، نہ توفیق و واجب ہے اور نہ سنت و مکروہ، تاکہ یہ حضرات اس پر خواہ مخواہ غور و عمل کر کے دکھاتے اور اس کارروائی کے نہ کرنے پر وہ ملامت کیے جاتے اس کارروائی کے مقرر اس کو صرف جائز ہی کہتے ہیں اور جواز کے اثبات کے لیے حضرت بلال بن اسحاق کا یہ فعل جس کی حضرت عمر اور دیگر حضرات صحابہ کرام نے تائید کی ہے کیا کم ہے؟ اگر حضرت ابن عمر صحابی ہیں جنہوں نے ایسا نہیں کیا تو یقیناً جانے کہ حضرت بلال بن اسحاق اور ان کی اس کارروائی کے مصدقین بھی صحابہ ہی ہیں، اگرچہ حافظ ابن تیمیہ یہ کارروائی تسلیم نہیں کرتے لیکن اس کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ کارروائی بعض متاخرین سے ثابت ہے (محملہ قاعدہ جلد ۲ ص ۷۲)۔ ۱۱

خلاصہ یہ ہے کہ تمام اکابر اور اصاغر علماء دیوبند کے نزدیک یا رسول اللہ کہنا جائز ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقررین کے وسیلہ سے دعا کرنا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا بھی جائز ہے، بلکہ سنت اور مستحب ہے، اور ہم بھی اس سے زیادہ نہیں کہتے۔

**ندائے غیر اللہ اور توسل کے متعلق مصنف کا موقف** انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے استمداد کے متعلق جو ہم نے احادیث اور فقہاء اسلام کی عبارات نقل کی ہیں اس

سے ہمارا صرف یہ منشاء ہے کہ عام مسلمان جو شائد اور ابتلا میں یا رسول اللہ اور یا غوث کو کہہ کر پکارتے ہیں ان کا یہ لپکارنا شرک نہیں ہے اور اس ندا کو شرک کہنا شدید ظلم اور زیادتی ہے کیونکہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کو بہر حال اللہ کی مخلوق اور اس کا مقرب بندہ گردانتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا یہ فعل اور ہر تصرف اللہ تعالیٰ کے اذن اس کی مشیت اور اس کی دی ہوئی قدرت کے تابع ہے، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام ہوں یا عام انسان، اس کائنات میں جو سے بھی جو فعل صادر ہو تو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت سے صادر ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی انسان کو کسی شے پر ذرہ برابر بھی قدرت نہیں ہے، اور اس اعتقاد کے ساتھ ندائے غیر اللہ کو علماء دیوبند بھی جائز کہتے ہیں، جیسا کہ شیخ گنگوہی کے حوالے سے گذر چکا ہے۔

۱۰۔ شیخ محمد سرافراز خان صفدر لکھنوی، تسکین الصدور ص ۳۶۵-۳۶۴، ملخصاً مطبوعہ ادارہ نھرو العلوم گرجہ انوالہ

۱۱۔ تسکین الصدور ص ۳۵۴، " " " " " "



اس اعتقاد کے ساتھ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے استمداد اور استفادہ کرنا ہر چند کہ جائز ہے لیکن افضل احسن اور اولیٰ یہی ہے کہ ہر حال میں اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جائے اور اسی سے استمداد اور استعانت کی جائے، امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن ایک سواری پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: اے بیٹے! میں تم کو چند باتوں کی تعلیم دیتا ہوں، تم اللہ کو یاد رکھو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا، تم اللہ کو یاد رکھو تم اللہ کو سامنے پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ سے مدد طلب کرو اور جان لو کہ اگر تمام امت تم کو نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ تم کو صرف اسی چیز کا نفع پہنچا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے پہلے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اگر تمام لوگ تم کو نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو وہ تم کو صرف اسی چیز کا نقصان پہنچا سکتے ہیں جو اللہ نے لکھ دیا ہے، تم احمالے گئے ہیں اور تم حیفے خشک ہو چکے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عن ابن عباس قال كنت خلف النبي صلى الله عليه وسلم يوما فقال يا غلام اني اعلمك كلمات احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده اذا سالته فاستل الله و اذا استعنت فاستعن بالله واعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشئ لم ينفعوك الا بشئ قد كتبه الله لك وان اجتمعوا على ان يضروك لم يضروك الا بشئ قد كتبه الله رفعت الاقلام وجفت الصحف هذا حديث حسن صحيح

اس حدیث کو امام ابو یعلیٰ، امام ابن سنی اور امام ابن عبد البر نے بھی روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم اور تلقین کے پیش نظر مسلمانوں کو چاہیے اللہ تعالیٰ سے سوال کریں اور اسی سے مدد چاہیں، اور دعائیں مستحسن طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگیں، زیادہ محفوظ اور زیادہ سلامتی اس میں ہے کہ وہ دعائیں مانگی جائیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں تاکہ دعاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سایہ انگن ہے اگر کسی خاص حاجت میں دعا مانگتی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگنی چاہیے۔

ہمارے فاضل معاصر علامہ محمد عبد الحکیم صاحب شرف لکھتے ہیں:

البتہ یہ ظاہر ہے کہ جب حقیقی حاجت روا، مشکل کشا اور کار ساز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو احسن اور اولیٰ یہی ہے کہ اسی سے

۱۔ امام ابو یعلیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۶۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تنبیہ کتب کراچی ۱۴۰۸ھ  
۲۔ امام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المشیٰ الموصلی متوفی ۳۰۷ھ، مسند ابو یعلیٰ موصلی ج ۳ ص ۸۵، ۸۴، مطبوعہ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۴۱۵ھ  
۳۔ حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری المعروف بابن سنی متوفی ۳۲۲ھ، عمل الیوم واللیلة ص ۱۳۶، مطبوعہ مطبعہ مجلس الدارۃ العلمیۃ کراچی ۱۳۱۵ھ  
۴۔ حافظ ابو یعلیٰ محمد بن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ، تمہید ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ مکتبۃ قدوسیہ لاہور، ۱۴۰۴ھ

مانگا جائے اور اسی سے درخواست کی جائے اور انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے، کیونکہ حقیقت حقیقت ہے اور مجاز مجاز ہے، یا بارگاہ انبیاء و اولیاء سے درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ ہماری مشکلیں آسان فرما دے اور حاجتیں بر لائے، اس طرح کسی کو غلط فہمی پیدا نہیں ہوگی اور اختلافات کی خلیج بھی زیادہ وسیع نہیں ہوگی، خلاصہ یہ ہے کہ نداء غیر اللہ اعتقاد مذکور کے ساتھ ہر چند کہ جائز ہے، لیکن افضل، اولیٰ اور احسن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جائے اور اسی سے استمداد اور استعانت کی جائے جیسا کہ حدیث مذکور کا تقاضا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے استمداد، نداء اور توسل کے متعلق میں نے بہت طویل بحث کی ہے، کیونکہ ہمارے زمانہ میں اس مسئلہ میں جانبین سے غلو کیا جاتا ہے، شیخ ابن تیمیہ، ابن القیم اور ابن الہادی کے پیروکار اور علماء نجد غیر اللہ سے استمداد اور وصال کے بعد ان کے توسل سے دعا مانگنے کو ناجائز اور شرک کہتے ہیں اور بعض غالی اور ان پڑھ عوام اللہ سے دعا مانگنے کے بجائے معاملہ میں غیر اللہ کی دہائی دیتے ہیں، انہی کو پکارتے ہیں اور انہی کی نذر مانتے ہیں، سو میں نے چاہا کہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ، آثار صحابہ اور فقہاء اسلام کی عبارات کی روشنی میں حق کو واضح کر دوں، تاکہ بلا وجہ کسی مسلمان کو مشرک نہ کہا جائے نہ اللہ تعالیٰ سے دعا اور استعانت کا رابطہ منقطع کیا جائے اور نہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم میں کوئی کمی کی جائے۔

اللہ العلیین ان سطور میں اثر آفرینی پیدا فرما، اور جانبین سے غلو کرنے والوں کو اعتدال کی راہ اور صراط مستقیم پر گامزن فرما، مجھے اس کتاب کے مکمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما، اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما، اس کتاب کو میری بخشش کا ذریعہ بنائے اور اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین۔